اسلام میں مکارم اخلاق

۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۱۵ء

پہلا: عناصر:

۱۔ اسلام بلند اخلاق والا دین ہے۔
۲۔ اخلاق کا زوال امت کا زوال ہے۔
۳۔ بلند اخلاق صحیح عبادت کا نتیجہ ہے۔
٤. ہم اپنے اخلاق کے ذریعہ کیسے بلند ہو جائیں؟

دوسرا: دلیل:

قرآن کی دلیل:

۱. اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ}[قلم: ٤] (اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔).
۲. ارشاد باری ہے :{خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ}[الأعراف: ۱۹۹] (آپ درگزر کو اختیار کریں نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔).
۳. اللہ تعالی فرماتا ہے:{وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صالِحاً وَقالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ * وَلا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَداوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ * وَما يُلَقَّاها إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَما يُلَقَّاها إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ}. [فصلت: ۳۳ - ۳۵] (اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ (۳٤) نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ (۳۵) اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہےجو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔).
٤. اللہ تعالی کا فرمان ہے :{وَعِبادُ الرَّحْمنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذا خاطَبَهُمُ الْجاهِلُونَ قالُوا سَلاماً}[فرقان: ٦۳] (رحمن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔).
۵. اللہ تعالی فرماتا ہے :{يا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلى ما أَصابَكَ إِنَّ ذلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ * وَلا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتالٍ فَخُورٍ * وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْواتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ }[لقمان: ۱۷- ۱۹] (اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا (یقین مانو) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔ (۱۸) لوگوں کے سامنے اپنےگال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا۔(۱۹) اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر یقینا آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔).
٦. اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {اتْلُ ما أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتابِ وَأَقِمِ الصَّلاةَ إِنَّ الصَّلاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ ما تَصْنَعُونَ * وَلا تُجادِلُوا أَهْلَ الْكِتابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ

أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلهُنا وَإِلهُكُمْ واحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ} [عنكبوت: ٤٥ - ٤٦] (جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسےپڑھئے اور نماز قائم کریں، یقینا نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک الله کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے الله خبردار ہے-(٤٦) اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے اور جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی،ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے- ہم سب اسی کے حکم برادر ہیں-).

٧. الله تعالى فرماتا ہے:{ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُوماتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلا رَفَثَ وَلا فُسُوقَ وَلا جِدالَ فِي الْحَجِّ وَما تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوى وَاتَّقُونِ يا أُولِي الْأَلْبابِ}[بقره: ١٩٧] (حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناه کرنے اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے ا تعال باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ الله تعالى کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجه سے ڈرتے رہا کرو-).

٨. الله تعالى کا ارشاد ہے: { وَلا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ * هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ * مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ * عُتُلٍّ بَعْدَ ذلِكَ زَنِيمٍ * أَنْ كانَ ذا مالٍ وَبَنِينَ * إِذا تُتْلى عَلَيْهِ آياتُنا قالَ أَساطِيرُ الْأَوَّلِينَ * سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ }[قلم: ١٠ - ١٦] (اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہا نہ ماننا جو زیاده قسمیں کھانے والا- (١١) بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور- (١٢) بھلائی سے روکنےوالا حد سے بڑھ جانے والا گنہگار- (١٣) گردن کش پھر ساتھ ہی بے نسب ہو- (١٤) اس کی سرکشی صرف اس لیے ہے کہ وه مال والا اور بیٹوں والا ہے- (١٥) جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے قصے ہیں- (١٦) ہم بھی اس کی سونڈ (ناک) پر داغ دیں گے-).

سنت نبوی کی دلیلیں:

١. نواس بن سمعان (رضٰ الله عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول الله ﷺ سے نیکی اور گناه کے کام کے متعلق سوال کیا تو آپﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ «الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ » (مسلم) (نیکی تو اچھا اخلاق ہے اور گناه وه ہے جو تیرے دل مین کھٹک پیدا کرے اور تجھے یہ ناگوار ہوکہ لوگ اس سے باخبر ہوں-).

٢. ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: «مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ» (ترمذی) (مومن کے ترازو میں (یعنی کفۂ حسنات میں قیامت کے دن) خلق حسن سے زیاده کوئی چیز بھاری نہیں- اس لیے کہ بے حیا بدگو کو الله تعالى دشمن رکھتا ہے)-

٣. ابو ہریره (رَضِيَ اللَّهُ عَنْہ) نے کہا: حضور ﷺ نے فرمایا کہ: «إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ» [رواه احمد] (میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں).

٤. ابو ذرٍّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: «اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ » [ترمذی] (ڈر اللہ سے یہاں کہیں ہو تو اور پیچھے کر ہر بُرائی کے ایک بھلائی کہ مٹا دے اس کو اور نیک خلقی سے لوگوں کے ساتھ مِل-).

٥. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: « أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا، أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ » [احمد] (اہل ایمان میں سب سے زیادہ کامل ایمان اُس شخص کا ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک میں سب سے بڑھا ہوا ہے-).

٦. سَعْد بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ: "يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ - يَعْنِي عَائِشَةَ - حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ: «أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟» قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: «فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ الْقُرْآنَ» [مسلم] (اے مسلمانوں کی ماں مجھے رسول اللہﷺ کے اخلاق سے خبر دیجئے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں- انھوں نے فرمایا: رسول اللہﷺ کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے-).

٧. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ» [ابو داود] (مومن آدمی اپنے اچھے اخلاق کی بدولت اس شخص کا سا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے-).

٨. جابر (رَضِيَ اللَّهُ عَنْہ) سے روایت ہے کہ رسولِ اللہ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ القِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالمُتَشَدِّقُونَ وَالمُتَفَيْهِقُونَ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالمُتَشَدِّقُونَ فَمَا المُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: «المُتَكَبِّرُونَ» [ترمذی] (تم میں سے بہت پیارے میرے نزدیک اور بہت قریب بیٹھنے میں میرے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور بہ تحقیق کہ تم میں سے دشمن زیادہ میرے اور دور تر مجھ سے قیامت کے دن بڑے باتونی بڑمارنے والے دہن دراز ہیں، عرض کی لوگوں نے کہ یا رسول اللہ ہم نے معلوم کیا ثرثارین اور متشدقین کیا ہیں، لیکن متفیہقون کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تکبّر سے باتیں کرنے والے-).

تیسرا: موضوع:

بلا شبہ دینِ اسلام میں عظمت وشان کے کئی وجوہات ہیں- ان بڑائیوں میں سے یہ ہے کہ یہ اخلاق اور قانون والا دین ہے، جو اعلی اقدار وروایات اور شاندار انسانیت کے نمونے کو جمع کرتا ہے جو معیاری، بلند اور اچھے اخلاق کی مرقع کشی کرتی ہیں- اس دین کی عظمت وبڑائی اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ یہ دین زنگی کے تمام پہلوؤں کو شامل اور یکجا کرتا ہے- کوئي بھی ایسا شرف وفضیلت کا کام نہیں ہے جس کی دعوت یہ دین نہ دیتا ہو، اور اس کے کرنے پر اکسایا نہ ہو، اور ساتھ ہی کوئی ایسی برائی نہیں ہے جس سے ہوشیار رہنے اور اس سے دور رہنے کا حکم نہ دیا ہو-

وہ شرف وفضیلت جس کی یہ دین دعوت دیتا ہے، اور ان اخلاق سے آراستہ ہونے کی جانب رغبت دلاتا ہے وہ بلند اخلاق سے آراستہ ہونا ہے- جیسے ، صبر وتحمل ، بردباری،

نرمي، سچائي، امانتداری، رحمت ووفاداري، جود وسخا، شرم وحيا، عجز وانکساری، بہادری، عدل وانصاف، ہمدردی ، دوسروں کي ضرورتوں کو پوری کرنا، نگاہ کی حفاظت کرنا، کسی کو تکليف نہ دينا، خندہ پيشانی، خوش گفتاری، اچھا گمان، بڑوں کی عزت، لوگوں کے درميان صلح وصفائي، ايثار وقربانی، دوسروں کے احساسات کا خيال رکھنا، اور اسکے علاوہ ديگر بلند اخلاق ہيں۔ اس بات کی طرف قرآن مجيد کا اشارہ ہے: {إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا} [اسراء: ٩] (يقينا يہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سيدھا ہے اور ايمان والوں کو جو نيک اعمال کرتے ہيں اس بات کی خوشخبری ديتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔).

اس سلسلے ميں کتاب وسنت نبوی ﷺ ميں بہت سے نصوص وارد ہيں۔ ان ميں سے الله تعالی کا يہ ارشاد اپنے رسول ﷺ کو حکم ديتے ہوئے: {خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ}[اعراف: ١٩٩]. (آپ درگزر کو اختيار کريں نيک کام کی تعليم ديں اور جاہلوں سے ايک کنارہ ہو جائيں۔). الله تعالی کا فرمان ہے:{وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا}[بقرہ: ٨٣] (اور لوگوں کواچھی باتيں کہنا)۔ الله تعالی فرماتا ہے:{لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا}[نساء: ١١٤] (ان کے اکثر خفيہ مشوروں ميں کوئی خبر نہيں، ہاں! بھلائی اس کے مشورے ميں ہے جو خيرات کا يا نيک بات کا يا لوگوں ميں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف الله تعالی کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادے سے يہ کام کرے اسے ہم يقينا بہت بڑا ثواب ديں گے۔) اس سلسلے سے متعلق قرآن کريم کی اور بہت سی آيتيں ہيں۔ جو بھی شخص قرآن کريم کی آيتوں پر غور وفکر کريگا اس پر يہ بات ظاہر ہوجائگی کہ بہت سی آيتيں ہيں جو بلند اخلاق سے آراستگی کی دعوت ديتی ہيں۔ يہ اس لئے کہ اخلاق ہی وہ شرعی ترازو ہے جو انسان کو مہذب بناتا ہے، اور اسے کمال کی منزل تک پہونچاتا ہے۔

حديث نبوی ﷺ نے انسانی زندگی ميں اخلاق کی اہميت پر زور ديا ہے۔ رسول الله ﷺ کی حديثوں ميں بتايا گيا ہے کہ ان اخلاق کريمہ سے آراستہ ہونے والا شخص بہت بڑے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ مثال کے طور پر رسول الله (صلَّی الله عليه وسلَّم) فرماتا ہے: « الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ» (مسلم) (نيکی تو اچھے اخلاق ہے). "البرّ" سے مراد خير وبھلائی کا جامع نام ہے۔ رسول الله (صلَّی الله عليه وسلَّم) کا ارشاد ہے: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ» (ميزان ميں حسن خلق سے کوئی شئے بھاری زيادہ نہيں)۔ دوسری روايت ہے: ابو الدرداء ﷺ سے روايت ہے کہ نبی (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمايا: «مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ» (ترمذی) (مومن کے ترازو ميں (يعنی کفۂ حسنات ميں قيامت کے دن) خلق حسن سے زيادہ کوئی چيز بھاری نہيں۔ اس ليے کہ بے حيا بدگو کو الله تعالی دشمن رکھتا ہے)۔

رسول الله صل الله عليہ وسلم نے اچھے اور بلند اخلاق پر بہت زيادہ زور ديتے تھے اور اس کی طرف رغبت دلاتے تھے ابو ہريرہ ﷺ سے روايت ہے کہ رسول الله ﷺ نے ارشاد فرمايا: « أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا، أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ » [احمد] (اہل ايمان ميں سب سے زيادہ کامل ايمان اُس شخص کا ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہيں اور جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک ميں سب سے بڑھا ہوا ہے۔).

رسول الله (صلى الله عليه وسلم) سے پوچھا گیا: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا"(ابن ماجہ) (کون سا مومن افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو")- کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ: کونسی چیز لوگوں کو جنت داخل کرتے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ» (سنن الترمذي) (اللہ سے ڈرنا اور حسن خلق)- رسول اللہ ﷺ نے مکارم اخلاق کو اپنے سے محبت کے اسباب میں سے ایک سبب بنایا ہے- اس سلسلے میں آپ ﷺ فرماتا ہے: « إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّى مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلاَقًا" (ترمذی) (تم میں سے بہت پیارے میرے نزدیک اور بہت قریب بیٹھنے میں میرے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں).

اسلام میں اخلاق کو ایک بہت ہی اعلی مقام حاصل ہے، اور یہی دین اسلام کا خلاصہ اور مغز ہے- رسول اللہ ﷺ سے کسي نے پوچھا کہ دین کیا ہے؟ آپ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " حسن الخلق" (اچھے اخلاق) (بروایت مسلم)- بلکہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بہت زیادہ توجہ دی ہے یہاں تک کہ آپﷺ نے اعلان کیا کہ آپﷺ کی بعثت اور رسالت کا پہلا مقصد بلند واعلی اخلاق کی تکمیل ہے- رسول اللہ (صلى الله عليه وسلم) نے فرماتا ہے: (إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مكارم الأَخْلاق) [بروایت بخاری] (مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے)- رسالت ملنے سے پہلے بھی آپ صل اللہ علیہ وسلم کو لوگ سچے اور امین کہا کرتے تھے- بلا شبہ رسول اللہ ﷺ اچھے اخلاق کا اعلی نمونہ تھے- اسی لئے پروردگار نے انہیں ان اوصاف سے متصف فرمایا ہے: {وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ}[قلم: ٤] (اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے-). یہ اللہ کي جانب سے رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کے اعلی اخلاق سے متعلق ایک عظیم الشان گواہي ہے- آپ صل اللہ علیہ وسلم دنیا کی ساری مخلوقات میں اخلاق کے سب سے اعلی مقام پر فائز تھے، کیونکہ آپ ﷺ قرآن کریم کو سب سے زیادہ محفوظ کرنے والے تھے، اور اس کے اوامر کو بجالانے والے اور اسکی منہیات سے اجتناب کرنے والے تھے- آپ صل اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں تمام شرف ومنزلت جمع ہوگئیں- اس بات کی تاکید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے جب ان سے کسی نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ "آپ صل اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا-"

قرآنی اخلاق کی بجا آوری میں رسول صل اللہ علیہ وسلم ایک عملي نمونہ تھے- آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بلند اخلاق تھے، سب سے زیادہ شفقت ومحبت رکھنے والے، عفو ودرگزر کرنے والے سب سے زیادہ بردبار، بات میں سب سے زیادہ سچے ، وعدہ کے سب سے زیادہ پکے اور اسے پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ جود وسخا کرنے والے تھے- باوجود کہ آپ سید البشر تھے، آپ صل اللہ علیہ وسلم عاجزی وانکساری کی مثال تھے- جو آپ ﷺ کو دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو آپ ﷺ سے ملتا وہ آپ ﷺ سے مانوس ہو جاتا- أُمُ المؤمنين حضرت خدیجہ (رضي الله عنها) نے آپ ﷺ کی صفت کے بارے میں آپ ﷺ سے کہا: "إنك لتصل الرحم، وتحمل الكلَّ، وتكسب المعدوم، وتعين على نوائب الحق " (ناتے کو جوڑتے ہیں بوجہ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کے ساتہ حسن سلوک کرتے ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہیں اور خاطر داری کرتے ہیں مہمان کی اور سچی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی-)- رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے: { فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ }[آل عمران: ١٥٩] (اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ تعالی تو کل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔) انہی جیسے اعلی اخلاق کے ذریعہ آپ صل اللہ علیہ وسلم کیلئے لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر قابو پانا ممکن ہو سکا۔

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے اپنے صابہ کرام کو بھی اچھے اور بلند اخلاق کی تربیت دی اور انہیں اس بلند اخلاق سے آراستہ ہونے اور اس کے اہتمام کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا : "اتق الله حيثما كنت ، وأتبع السيئة الحسنة تمحها ، وخالق الناس بخلق حسن" (جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور برائی کے بعد نیکی کرو جو اسے مٹادیگی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ) تو صحابہ کرام نے عفو ودرگزر اور احسان کو سیکھا۔ عفو درگزر اور بردباری کے ذریعہ عصبیت اور شدت و غضب سے چھٹکارا پایا، اور انہوں نے عمدہ اخلاق اچھے معاملات اور فرد اور جماعت کے ساتھ نوازش وکرم کی شاندار نمونہ پیش کیا۔ جب رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کیا اور مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو انصار اپنے مہاجر بھائی کو اپنے مال کے آدھے کا شریک بنا رہے تھے۔ انسانی اخلاق کی بنیاد نوازش وکرم پر ہے۔ قرآن کریم نے شاندار نمونے پیش کئے ہیں جو افراد کی حد تک ہی منحصر نہیں رہا بلکہ وہ تمام مسلمانوں کی عام صفت ہوگئی ہے۔ ارشاد باری ہے:{ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ}[حشر: ٩] (بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو).

اسی لئے وہ لوگ اس اخلاق کے ذریعہ قوموں پر حکومت کرتے تھے۔ جب تک وہ لوگ اس بلند اخلاق پر قائم تھے لوگوں کی نگاہوں کے مرکز ، آڈیل اور نمونہ بنے ہوئے تھے، جب لوگ اچھا اخلاق اور حسن معاملہ دیکھتے تھے تو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے تھے، اور جب اس سیدھے راستہ سے منہ موڑ لیا اور لوگوں کے اخلاق بگڑ گئے تو قیادت ضائع ہو گئی ، قدر وقیمت ختم ہو گئی اور حقائق ہی بدل گئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی سچی بات کہی ہے: (اس امت کے آخری فرد کی اصلاح اسی کے ذریعہ ہوسکتی ہے جس سے پہلے کی اصلاح ہوچوکی ہے).

اچھے اخلاق ہی معاشروں کو گراوٹ سے بچاتے ہیں، اور انارکی اور بدامنی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ امت کی سلامتی اور بنیاد کی پختگی اور اسکے مقام کی بلندی اور نسلوں کی عزت اچھے اخلاق سے وابستگی کے ہی ذریعہ ہے۔ جیساکہ گراوٹ اور برائی کا عام ہونا اچھے اخلاق اور اچھے کام سے دوری کا نتیجہ ہے۔

صَلاحُ أمـــــرِكَ لِلأخلاقِ مَرجِعُـهُ آپ کے امور کی بہتری کا انحصار اخلاق پر ہے	فَقَوِّمِ النَفسَ بِالأَخـــلاقِ تَستَقِمِ تو تم نفس کو اخلاق کے ذریعہ درست کرو تو تم ثابت قدم رہو گے
وَالنَفسُ مِن خَيرِها في خَيــرِ عافِيَـةٍ نفس کی بھلائی میں خیریت وعافیت ہے	**وَالنَفسُ مِن شَرِّها في مَرتَعٍ وَخِــمِ** نفس کی برائی میں نقصان اور بربادی

	ہے)-

اسی لئے اخلاقی گراوٹ سے ہوشیار کیا گیا ہے۔ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَّاعِدِی (رضي الله عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فرمایا: « إِنَّ اللَّهَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ وَيُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا » (المستدرك للحاكم) (یقینًا اللہ تعالی سخی ہے اور سخاوت اسے پسند ہے، اسے اچھے اور بہترین اخلاق پسند ہے اور اسے بد اخلاق سے نفرت ہے)- "السَّفْسَافُ" سے مراد ہے: بری بات ہے اور ہر وہ چیز ہے جو مکارم اخلاق کے منافی ہو-

اخلاق ہی کے ذریعہ قومیں زندہ رہتی ہیں اور اسکے آثار ہمیشہ باقی رہتے ہیں- اخلاق کے زوال اور گراوٹ کی وجہ سے قومیں نیست ونابود ہوجاتی ہیں- بہت سی تہذیبیں اپنی اقتصادی یا فوجی کمزوری کی وجہ سے نہیں ختم نہیں ہوئی، بلکہ صرف اپنے اخلاقی پستی کی وجہ سے ختم ہوگئیں- حافظ ابراہیم اپنے اس شعر میں کہتے ہیں:

وَإِنَّمَا الأَمَمُ الأَخْلاَقُ مَا بَقِيَتْ	فَإِنْ هُمُ ذَهَبَتْ أَخْلاقُهُمْ ذَهَبُوا
قومیں اخلاق سے باقی رہتی ہیں	اور جب اخلاق چلے جاتے ہیں تو وہ بھی چلی جاتی ہیں

جب ہم قرآن وسنت میں عبادات پر غور وفکر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا سب سے اہم مقصد مسلمانوں کے سلوک اور انکے اخلاق کی درستگی ہے- اسلام میں جو بھی عبادتیں دی گئیں ہیں، جیسے نماز روزہ زکات حج سب کا اثر افراد کے سلوک میں اخلاقی بلندی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، بلکہ یہ اثر فرد سے تجاوز کر کے معاشرے تک پہونچتا ہے- اسلام کسی کھوکھلے رسوم ورواج کا نام نہیں ہے جو مسجد میں ادا کئے جاتے ہیں اور حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے کہ نمازی نماز پڑھ کر نکلیں تاکہ ملاوٹ کریں اسٹوک کریں اور پڑوسیوں کو تکلیف دیں ۔ تمام مذاہب میں عبادت کا حکم صرف انسانی ترقی اور اخلاقی بلندی کیلئے دیا گیا ہے- نماز کی فرضیت اور اسکے قائم کرنے کی حکمت کی وضاحت اللہ تعالی اس آیت کریمہ فرماتا ہے:{اتْلُ ما أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتابِ وَأَقِمِ الصَّلاةَ إِنَّ الصَّلاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ ما تَصْنَعُونَ}[عنکبوت: ٤٥] (جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقینا□ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے-). شر اور برائی سے دوری ، بری باتوں اور برے کاموں سے اجتناب ہی نماز کی حقیقت ہے- ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم) نے فرمایا ہے کہ: « قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِنَّمَا أَتَقَبَّلُ الصَّلاةَ مِمَّنْ تَوَاضَعَ بِهَا لِعَظَمَتِي، وَلَمْ يَسْتَطِلْ عَلَى خَلْقِي، وَلَمْ يَبِتْ مُصِرًّا عَلَى مَعْصِيَتِي، وَقَطَعَ نَهَارَهُ فِي ذِكْرِي، وَرَحِمَ الْمِسْكِينَ، وَابن السَّبِيلِ وَالأَرْمَلَةَ، وَرَحِمَ الْمُصَابَ » [رواه البزار] (اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: یقینًا میں اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو نماز کے ذریعے میری شان وشوکت کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، اور میری مخلوق پر دست درازی نہیں کرتا، اور میری نافرمانی پر مصر ہو کر رات نہیں گزارتا، اپنا دن میری یاد میں گزارتا ہے، اور مسکین، مسافر، بیوہ اور مصیبت زدہ پر مہربانی اور شفقت کرتا ہے) (بروایت بزار)- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: "جس شخص کی نماز اسکو بھلائی کا حکم نہیں دیتی اور برائی سے نہیں روکتی تو وہ اللہ تعالی سے مزید دور ہی ہوتا

ہے". (بروایت طبرانی)- جسکی نماز اسے قول وفعل کے شر اور برائی سے دور نہیں کرتی ہے تو گویا کہ اسکی نماز کا سب سے اہم مقصد پورا نہیں ہوا۔

اسی طرح تمام عبادات جیسے نماز روزہ زکات حج ، سبھی عبادتیں نفس کی طہارت وپاکی اور اس کے ذریعہ اچھے اخلاق کی حصول کیلئے فرض کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی زکات سے متعلق فرماتا ہے:{خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ}[توبہ:۱۰۳] (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالی خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے-). حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: « تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ تُكْتَبُ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الشَّوْكَةَ وَالْحَجَرَ عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الضَّالَّ عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ » [بزار] (تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے مسکرانا صدقہ ہے، تمہارا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے، تمہارا کسی کو نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، پتھر کانٹا ہڈی (وغیرہ) کا راستہ سے ہٹا دینا صدقہ ہے اور کسی بھولے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ ہے-)

روزہ فرض عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے جسے اللہ تعالی نے اس لئے فرض کیا تاکہ بندہ متقی ہو سکے - اللہ تعالی روزے کا جو فائدہ اور مقصد چاہتا ہے وہ اللہ سے تقوی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} [بقرہ: ۱۸۳] (اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو-). روزے سے مسلم کا ارادہ مضبوط ہوتا ہے - روزہ اخلاق کو سنوارتا اور شہوت پر قابو پاتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: « الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ» [بخاری] (روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے، اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)). مطلب یہ ہے کہ روزہ مسلمان کو برے اخلاق اور برائی سے بچاتا ہے۔ ضروری ہے کہ روزے کا مسلم کے سلوک اور اخلاق کی درستگي پر اثر ہو۔

فریضۂ حج کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے:{الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَاأُولِي الْأَلْبَابِ } [بقرہ: ۱۹۷] (حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالی باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالی کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو-). ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: « مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ »،[مسلم] (جو اس گھر میں آیا اور بیہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کیں، نہ گناہ کیا وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا (یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا-).

ضروری ہے کہ افراد اور معاشرے پر عبادت کا مثبت اثر ہو۔ اگر یہ عبادت انسان کے اخلاق اور اسکے سلوک کی درستگی میں اثر انداز نہیں ہوتی ہے تو آخرت میں ایسی

عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے- اس لئے کہ برے اخلاق اسکی عبادت اور نیکی کو ایسے ہی کھا جائگی جیسی کہ آگ لکڑي کو کھا جاتی ہے- ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: « أَتَدْرُونَ مَنِ المُفْلِسُ»؟ قَالُوا: المُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): « المُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ» [ترمذی] (بھلا خبر دو مجھے کہ مفلس کون ہے، صحابہ نے عرض کی کہ مفلس ہماری اصطلاح میں یا رسول اللہ وہ ہے کہ درہم ومتاع خانگی نہ رکھتا ہو- رسولِ خداﷺ نے فرمایا: مفلس میری امت میں وہ ہے کہ قیامت کے دن روزہ نماز اور زکوۃ لیکر آدمی اس صورت سے آئے گا کہ کسی کو بُرا کہا ہو اور کسی کو گالی دی ہو اور کسی کا مال کھا گیا اور کسی کا خون بہایا گیا ہو اور کسی کو مارا ہو، پس اس کو بٹھا دیں بدلہ میں دیویں مظلوموں کو نیکیاں اس کی پھر اگر نیکیاں اس کی تمام ہو گئیں اس سے پیشتر کہ بدلہ پورا ہو اس کے ظلموں کا تو لیے جا دیں گناہ مظلوموں کے اور رکھ دیے جا دیں اس پر اور ڈال دیا جا دے دوزخ میں-) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: «هِيَ فِي النَّارِ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: «هِيَ فِي الْجَنَّةِ»[احمد] (یا رسول اللہ فلاں عورت کا زیادہ نماز، روزے اور کثرت صدقہ وخیرات کی وجہ سے بڑا چرچا ہے یعنی لوگ کہتے ہیں کہ وہ عورت بہت زیادہ عبادت کرتی ہے اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرتی رہتی ہے لیکن وہ اپنی زبان کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ "وہ دوزخ میں جائے گی- اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے بہت کم صدقہ دیتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور حقیقت میں اس کا صدقہ وخیرات قروط کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا لیکن وہ اپنی زبان کے ذریعہ اپنے ہمسائیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ عورت جنت جائے گی-).

اچھے اخلاق تمام مخلوقات کو شامل ہے- اس میں مسلم یا کسی غیر کی تفریق نہیں ہے- انسانیت میں سبھی بھائی بھائی ہیں- اسلئے اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا} [اسراء:٧٠] (یقینا□ ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی-)- جب رسول اللہ ﷺ کسی شخص کے جنازے کے احترام کرنے کے لئے کھڑا ہو گئے اور صحابہ کرام نے کہا: یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے- تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟» [بروایت بخاری] (کیا یہ نفس نہیں ہے؟)- اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ}[عنكبوت: ٤٦] (اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کر دو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے اور جو ہم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی، ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے- ہم سب اسی کے حکم برادر ہیں-). مجاہد سے روایت ہے

کہ عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) کے لیے ان کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی پھر جب وہ آئے تو کہا کیا تم نے ہمارے ہمسایہ یہودی کو ہدیہ بھیجا؟ میں نے آنحضرتﷺ کو کہ فرماتے تھے سُنا: «مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ» [ترمذی] (جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو میراث دلا دیں گے-)

اچھے اخلاق صرف انسانوں تک ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اسکے دائرے میں حیوانات بھي شامل ہیں- اللہ تعالی نے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے ایک شخص کو جنت میں داخل فرمایا- ابو ہریرہ نے بیان کیا، وہ رسول کریمﷺ سے نقل کرتے ہیں- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ، فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتَّى أَرْوَاهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ»[بخاری] (کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا، جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا- تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اس سے پانی بھر کر پلانے لگا، حتی کہ اس کو خوب سیراب کر دیا- اللہ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا-). اسکے برعکس ایک بلی کی وجہ سے ایک عورت کو عذاب ہوا- عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ» قَالَ: فَقَالَ: وَاللَّهُ أَعْلَمُ: «لاَ أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلاَ سَقَيْتِهَا حِينَ حَبَسْتِيهَا، وَلاَ أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا، فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ»[بروایت بخاری] (ایک بلی کی وجہ سے ایک عورت کو عذاب ہوا جسے اس نے اتنی دیر تک باندھے رکھا تھا کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی- اور وہ عورت اسی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی- نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس سے فرمایا تھا--- اور اللہ تعالی ہی زیادہ جاننے والا ہے---- کہ جب تو نے اس بلی کو باندھے رکھا اس وقت تک نہ تو نے اسے کچھ کھلایا نہ پلایا اور نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی-).

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے اخلاق اور معاشرے میں ترقي کریں تو ضروری ہے کہ اچھے آڈیل اور نمونے کی پیروی کریں، اسلئے کہ اخلاق کے بنانے میں آڈیل اور نمونے کا بنیادی رول ہے- اللہ تعالی فرماتا ہے: { لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا}[احزاب: ۲۱] (یقینا تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے-) بیشک باپ اپنی اولاد کیلئے نمونہ ہے- رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ بچہ اپنی صاف فطرت پر پیدا ہوتا ہے، جس پر اللہ تعالی نے ہرانسان کو پیدا کیا، پھر آڈیل اور نمونے آتے ہیں جو اسے اچھے یا برے میں تبدیل کر دیتے ہیں- ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: «مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ ... » (کوئی بچہ ایسا نہیں جو فطرت پر پیدا نہیں ہوتا؛ لیکن ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں-) پھر ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہ آیت کریمہ پڑھتے ہیں:{فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لاَ تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ القَيِّمُ}[روم: ۳۰] (پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں- اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالی کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے-)

اسي طرح استاد اخلاق اور اچھائي ميں اپنے شاگردوں کیلئے نمونہ ہے- کیوں کہ اسٹوڈنٹ ان سے اخلاق سیکھتے ہیں اور انکی پیروی کرتے ہیں- ایک دن امام شافعی ہارون الرشید کے پاس گئے اور انکے ساتہ سراج الخادم تھے، تو انہیں ابو عبد الصمد کے پاس بیٹھا دیا جو کہ ہارون کے بیٹے کے استاد تھے- سراج نے امام شافعي سے کہا: اے ابو عبد اللہ یہ امیر المؤمنین کے بچے ہیں، اور یہ انکے استاد ہیں، تو آپ انہیں بچوں کی رعایت کریں، تو امام شافعي ابو عبد الصمد کے پاس گئے اور ان سے کہا: امیر المؤمنین کے بچوں کی اصلاح کی شروعات سے پہلے آپ اپنے نفس کی اصلاح کریں، اسلئے کہ انکی آنکھیں آپ کی آنکہ سے وابستہ ہے، تو جسے آپ اچھا سمجھیں گے انکے نزدیک وہ اچھا ہوگا، اور جسے آپ چھوڑ دینگے وہ کام انکے نزدیک برا ہوگا-

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اچھے اخلاق صرف افراد کی حد تک محدود نہیں ہیں، یہاں فردی اخلاق ہیں جسکا فرد اوامر اور نواہی میں اہتمام کرتا ہے- خانداني اخلاق ہے جیسے میاں بیوي کے درمیان، ماں باپ اور اولاد کے درمیان ، رشتہ داروں کے درمیان وغیرہ، اسی طرح معاشرتی اخلاق بھی ہے جسے خرید وفروخت میں، پڑوسیوں اور ساتہ میں کام کرنے والے دوستوں میں،۔۔۔ وغیرہ- ملکی اخلاق ہے جو ملکوں کے درمیان آپس میں ہوتا ہے، اور امن وسلامتی اور جنگ کے اخلاق بھی ہیں-

انسان کے اچھے اخلاق میں مدد گار امور میں سے اللہ تعالی کیلئے اخلاص ہے، پھر اچھے اخلاق کے لئے دعا کرنا ہے، نفس اور شہوتوں کے ساتہ مجاھدہ ہے اور ہمیشہ نفس کا محاسبہ ہے- اسی کے ساتھ ساتھ اس بات پر نظر رکھنا ضروری ہے کہ برے اخلاق کا انجام کیا ہے اور فرد اور معاشرے پر اسکے کے منفی اثرات ہیں-